بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ تعالیٰ کے پاک نام سے جو نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے

حمد اس اللہ کے لئے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور اللہ اپنی رحمتیں نازل کرے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی پاک آل پر۔

الصلوۃ

باب (۱) وضو و اذان اور نماز کے علل و اسباب

(۱) اس کتاب (علل الشرائع) کے مصنف حضرت شیخ فقیہ ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے میرے والد اور محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہما نے ان دونوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن عیسیٰ بن عبید نے انہوں نے روایت کی محمد بن ابی عمیر اور محمد بن سنان سے انہوں نے صباح سدی و سدیر صیرفی و محمد بن نعمان مومن طاق و عمر بن اذینہ سے اور انہوں نے حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے نیز یہی حدیث بیان کی مجھ سے محمد بن حسن ابن احمد ابن ولید رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار اور سعد بن عبداللہ نے ان دونوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے محمد بن حسین بن ابی خطاب و یعقوب بن یزید و محمد بن عیسیٰ نے روایت کرتے ہوئے عبداللہ بن جبلہ سے انہوں نے صباح مزنی و سدیر صیرفی و محمد بن نعمان احول و عمر بن اذینہ سے اور ان سب نے روایت کی حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ لوگ آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا اے عمر بن اذینہ یہ ناصبی لوگ اپنی اذان و نماز کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا میں آپ علیہ السلام پر قربان جاؤں یہ لوگ کہتے ہیں کہ ابی بن کعب انصاری نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کی قسم یہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ بلند و بالا ہے اس بات سے کہ کوئی شخص اس کو خواب میں دیکھے۔ اس کے بعد امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا سنو خدائے عزیز و جبار اپنے نبی کو سات آسمانوں کی بلندیوں کی طرف لے گیا پہلے آسمان

میں ان پر اپنی برکتیں نازل کیں، دوسرے آسمان میں ان کو ان کے فرائض کی تعلیم دی (اور جب انہیں معراج پر بلانے کا ارادہ کیا تو) خدائے عزیز وجبار نے نور کی ایک محمل نازل فرمائی جس میں نور کے اقسام میں سے چالیس (۴۰) قسم کے ایسے نور تھے جو عرش کے اطراف حلقہ کئے ہوئے تھے اور جنہیں دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہو جاتی تھیں۔ ان میں سے ایک نور زرد تھا اور زرد رنگ میں جو یہ زردی ہے اسی کی وجہ سے ہے۔ ایک سرخ نور تھا اور سرخ رنگ میں یہ سرخی اسی کی وجہ سے ہے۔ ایک نور سفید تھا اور سفید رنگ میں یہ سفیدی اسی کی وجہ سے ہے۔ باقی اور بھی قسم کے انوار تھے جو اللہ نے پیدا کئے ہیں۔ اس محمل میں چاندی کے قلابے اور زنجیریں پڑی ہوئی تھیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں بیٹھے اور آسمان کی طرف بلند ہوئے۔ ملائکہ نے آتے ہوئے دیکھا تو آسمان کے اطراف بھاگے اور سجدے میں گر پڑے اور بولے **سبوح قدوس ربنا و رب الملائکۃ والروح** یہ نور ہمارے رب کے نور سے کس قدر مشابہ ہے تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا "**اللہ اکبر اللہ اکبر**" یہ سن کر ملائکہ ٹھہر گئے۔ آسمان کے دروازے کھول دیئے۔ اور تمام ملائکہ جمع ہوگئے اور گروہ در گروہ آکر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا اور پوچھا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی کیسے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بخیر ہیں ملائکہ نے کہا اچھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس جائیں تو انہیں ہمارا سلام کہہ دیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم لوگ ان کو جانتے ہو؟ ملائکہ نے کہا ہم لوگ ان کو کیوں نہیں جانیں گے اللہ تعالیٰ نے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اور ان کے متعلق ہم لوگوں سے عہد و پیمان لیا ہے اور ہم لوگ مسلسل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ان پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس محمل میں چالیس (۴۰) اقسام کے نور کا مزید اضافہ فرما دیا جو پہلے چالیس (۴۰) قسم کے نوروں میں سے کسی ایک سے بھی مشابہ نہ تھے۔ اور اس محمل میں کچھ قلابوں اور زنجیروں کا بھی اضافہ کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے ذریعہ دوسرے آسمان کی طرف بلند ہوئے اور جب دوسرے آسمان کے دروازے کے قریب پہنچ تو وہاں کے فرشتے بھاگ کر آسمان کے اطراف میں چلے گئے اور سجدے میں گر پڑے اور کہنے لگے **سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح** یہ نور ہمارے رب کے نور سے کس قدر مشابہ ہے پس جبرئیل علیہ السلام نے کہا **اشهدان لا الہ الا اللہ، اشهدان لا الہ الا اللہ** یہ سن کر ملائکہ پھر سے مجتمع ہوگئے اور آسمان کے دروازے کھول دیئے اور بولے۔ اے جبرئیل علیہ السلام تمہارے ساتھ یہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ملائکہ نے پوچھا کیا یہ مبعوث ہوگئے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کرتے ہیں کہ پھر وہ لوگ میرے پاس آئے مجھے سلام کیا اور کہا اپنے بھائی کو ہم لوگوں کا سلام کہیے گا۔ تو میں نے پوچھا کیا تم لوگ ان کو جانتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا ہاں ہم لوگ ان کو کیونکر نہ جانیں گے اللہ نے ہم لوگوں سے عہد و پیمان لیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اور ان کے متعلق اور ان کے شیعوں کے متعلق جو قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔ اور ہم لوگ تو

(۱۰) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے یعقوب بن یزید سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے حریز بن عبداللہ سے انہوں نے زرارہ اور محمد بن مسلم اور برید عجلی سے ان سب نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرا ایک فرزند ہے جو آپ سے صرف حلال و حرام دریافت کرنا چاہتا ہے وہ آپ علیہ السلام سے بے معنی و بے مقصد باتیں نہیں پوچھے گا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا حلال و حرام سے بھی افضل و بہتر کوئی شے ہے جس کے متعلق لوگ سوال کریں۔

(۱۱) بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد نے روایت کرتے ہوئے اپنے والد سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے یونس بن عبدالرحمن سے انہوں نے اس شخص سے جس نے ان سے ذکر کیا اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ عالم و عابد دونوں کو قبروں سے اٹھائے گا۔ اور جب یہ دنوں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے تو عابد سے کہا جائے گا کہ تم جنت کی طرف جاؤ اور عالم سے کہا جائے گا ٹھہرو تم نے جن لوگوں کی بہترین تادیب کی ہے (تربیت کی ہے، تعلیم دی ہے، نیکی کا راستہ دکھایا ہے) ان کی شفاعت کرو۔

(۱۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے علی بن محمد قاسانی سے انہوں نے قاسم بن محمد اصفہانی سے انہوں نے سلیمان بن داؤد منقری سے انہوں نے حفص بن غیاث سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم کسی عالم کو دیکھو کہ اس کو دنیا سے محبت ہے تو اس سے اپنے دین کو بچاؤ۔ اس لئے کہ ہر محبت کرنے والا اسی کے گرد چکر لگائے گا جس سے اس کو محبت ہے۔ نیز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف سے وحی کی تم میرے اور اپنے درمیان ایسے عالم کو نہ رکھو جو دنیا پر عاشق و مفتون ہے۔ ورنہ وہ تم کو میری محبت کی راہ سے روک دے گا۔ اس لئے کہ یہ میرے ارادت مند بندوں کو راستے میں لوٹ لیتے ہیں۔ اور میرا ادنیٰ سلوک ان سے یہ ہوگا کہ میں ان کے دلوں سے مناجات کی لذت و حلاوت کو نکال لوں گا۔

(۱۳) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے محمد بن اسماعیل بن بزیع سے انہوں نے جعفر بن بشیر سے انہوں نے ابی حصین سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے امامین (امام محمد باقر و امام جعفر صادق) علیہما السلام میں سے کسی ایک سے انہوں نے فرمایا کہ تم لوگ کسی مرجی، قدری اور خارجی کی اس حدیث کی تکذیب نہ کرو جو وہ ہم لوگوں کی طرف سے منسوب کرکے تم سے بیان کرے۔ اس لئے کہ تمہیں کیا پتہ شاید اس میں کچھ حق ہو۔ اور تم اللہ تعالیٰ کی تکذیب کر بیٹھو۔

(۱۴) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن ولید اور سندی ابن محمد سے انہوں نے ابان بن عثمان احمر سے انہوں نے محمد بن بشیر اور حریز سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق

علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہمارے اپنے اصحاب کے اختلاف سے زیادہ شدید اور کوئی شے نہیں ہے۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ اختلاف (ان کی طرف سے نہیں) میری طرف سے ہے۔

(۱۵) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد سے انہوں نے ابن سنان سے انہوں نے ابی ایوب خزاز سے انہوں نے اس سے جس نے ان سے یہ حدیث بیان کی اور اس نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارے اصحاب کا اختلاف تم لوگوں کے لئے رحمت ہے اور جب وقت آئے گا تو تم لوگوں کو ایک قول پر جمع کرلوں گا۔ اور آپ علیہ السلام سے اپنے اصحاب کے اختلاف کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ میں نے تم لوگوں کے مفاد میں کیا ہے اگر تم لوگ قول واحد پر جمع ہوتے تو گردن سے پکڑ لئے جاتے۔

(۱۶) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن عبدالجبار سے انہوں نے حسن بن علی بن فضال سے انہوں نے ثعلبہ بن میمون سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک مسئلہ پوچھا آپ علیہ السلام نے اس کا جواب دیا اور ابھی میں بیٹھا ہوا ہی تھا کہ ایک اور شخص آیا اور اس نے آنجناب علیہ السلام سے وہی مسئلہ پوچھا جو میں نے پوچھا مگر آپ علیہ السلام نے اس کو میرے جواب کے خلاف جواب دیا پھر ایک دوسرا شخص آیا اور اتفاق سے اس نے بھی وہی مسئلہ پوچھا آپ علیہ السلام نے ہم دونوں کے جواب کے خلاف ایک تیسرا جواب دیا۔ جب وہ دونوں چلے گئے تو میں نے عرض کیا فرزند رسول یہ دونوں شخص عراق کے رہنے والے تھے اور آپ (علیہ السلام) کے شیعوں میں سے تھے۔ ان دونوں نے ایک ہی مسئلہ پوچھا مگر آپ (علیہ السلام) نے ان دونوں کو دو مختلف جواب دیئے آپ علیہ السلام نے فرمایا اے زرارہ یہی تم لوگوں کے لئے بہتر ہے اور اسی میں ہم لوگوں کی اور تم لوگوں کی بقاء ہے اگر تم لوگ ایک قول پر مجتمع ہو جاؤ گے تو پھر لوگوں کا رخ تمہاری طرف ہوگا۔ یہ جو کچھ ہم نے کیا ہے اپنی اور تم لوگوں کی بقاء کے لئے کیا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے یہ روایت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو سنائی اور کہا یہ آپ (علیہ السلام) کے شیعہ ہیں انہیں اگر آپ (علیہ السلام) نیزے کی انیوں پر یا آگ پر چلائیں تو چلیں گے مگر جب یہ آپ لوگوں کی بارگاہ سے نکلیں گے تو آپس میں اختلاف کریں گے۔ راوی کا کہنا ہے کہ یہ سن کر آپ علیہ السلام خاموش رہے۔ میں نے یہ بات تین مرتبہ کہی مگر آپ علیہ السلام نے وہی جواب دیا جو آپ علیہ السلام کے پدر بزرگوار علیہ السلام نے دیا تھا۔

حج

باب (۱۳۲) وہ سبب جس کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے کعبہ بیت الحرام کو لوگوں کے قیام کے لیے بنایا

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے انہوں نے حسن بن حسین لولوئی سے انہوں نے حسین بن علی بن فضال سے انہوں نے ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا جب تک خانہ کعبہ قائم رہے گا اس وقت تک دین قائم رہے گا۔

باب (۱۳۳) وہ سبب جس کی بناء پر بیت اللہ بنایا گیا

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن حسن بن ابان نے روایت کرتے ہوئے حسین بن سعید سے انہوں نے نضر بن سوید سے انہوں نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر لوگ حج کو معطل کردیں اور حج کرنا چھوڑ دیں تو امام پر واجب ہے کہ لوگوں پر حج کرنے کے لئے جبر کرے خواہ لوگ حج کرنا چاہیں خواہ حج کرنے سے انکار کریں۔ اس لئے کہ یہ گھر (بیت اللہ) حج ہی کے لئے بنایا گیا ہے۔

باب (۱۳۴) وہ سبب جس کی بناء پر بیت اللہ زمین کے وسط میں بنایا گیا

(۱) بیان کیا مجھ سے علی ابن احمد بن موسیٰ رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسماعیل سے انہوں نے علی بن عباس سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن ربیع صحاف نے انہوں نے روایت کی محمد بن سنان سے کہ حضرت ابوالحسن الرضا علیہ السلام نے اس کے مسائل کے جواب میں جو کچھ تحریر فرمایا ان میں خانہ کعبہ کو زمین کے وسط میں بنانے کا سبب یہ بھی تحریر کیا کہ یہ وہ جگہ ہے جس کے نیچے سے

(۳) محمد بن علی ماجیلویہ نے روایت کی ہے محمد بن یحییٰ عطار سے انہوں نے جعفر بن محمد بن مالک سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ہیثم نے روایت کرتے ہوئے علی بن خطاب خلال سے انہوں نے ابراہیم بن محمد بن حمران سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ مکہ گئے تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے وہاں نماز جنازہ کا ذکر آیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن و منافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکبیر سے پہچانا جاتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومن کے جنازے پر پانچ تکبیریں کہتے اور منافق کے جنازے پر چار تکبیریں کہتے۔

(۴) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے اس سے جس نے ان سے تذکرہ کیا اس کا بیان ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز میت میں پانچ تکبیر کہنے کا سبب کیا ہے؟ میں نے عرض کیا یہ پانچ تکبیریں پنجگانہ نمازوں سے نکلی ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ تو اس حدیث کا ظاہر ہے مگر باطن حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر پانچ فرائض عائد کئے ہیں۔ صلوٰۃ و زکات و صوم و حج اور ولایت پس میت کے لئے ہر فریضہ میں سے ایک تکبیر قرار دی گئی ہے۔ پس جس نے ولایت کو قبول کیا اس کے لئے پانچ تکبیریں ہیں اور جس نے ولایت کو قبول نہیں کیا اس کے لئے چار تکبیریں ہیں اسی بناء پر تم لوگ پانچ تکبیریں کہتے ہو اور تمہارے مخالفین چار تکبیریں کہتے ہیں۔

باب (۲۴۶) وہ سبب جس کی بناء پر مخالفین کے جنازے کے آگے چلنا مکروہ ہے

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے میرے چچا محمد بن ابی القاسم نے روایت کرتے ہوئے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے وھب سے انہوں نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ جب میں کسی جنازے کے ساتھ چلوں تو کیا کروں آگے چلوں یا پیچھے چلوں داہنے جانب چلوں یا بائیں جانب چلوں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر کسی مخالف کا جنازہ ہے تو اس کے آگے نہ چلو اس لئے کہ عذاب کے فرشتے مختلف قسم کے عذابوں کے ساتھ اس کا استقبال کرتے ہیں۔

باب (۲۴۷) وہ سبب جس کی بناء پر اقربا کو قبر میں مٹی ڈالنے سے منع کیا گیا ہے

(۱) خبر دی مجھ کو علی بن حاتم نے انہوں نے بیان کیا مجھ سے ابوالفضل عباس بن محمد بن قاسم علوی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسن بن سہل نے روایت کرتے ہوئے محمد بن سہل سے انہوں نے محمد بن حاتم سے انہوں

ایک سائل کا سوال اور اس کا جواب تحریر کیا ہے اور یہ وہ حدیث ہے جس کی بنا پر ابو بکر محمد بن حسن بن اسحاق بن خزیمہ نیشاپوری نے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ بیان کیا مجھ سے ابو طالب زید بن اخزم نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو داؤد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے قاسم بن فضل نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے یوسف بن مازن راشی نے اس نے کہا کہ حضرت امام حسن بن علی علیہما السلام نے معاویہ کی بیعت مندرجہ ذیل شرائط پر کرلی ہے۔

۱۔ معاویہ کبھی بھی خود کو امیرالمومنین نہیں کہلائے گا۔

۲۔ وہ ان کو اپنے بیان کی گواہی میں طلب نہ کرے گا۔

۳۔ وہ حضرت علیؑ کے شیعوں کے کبھی درپے آزار نہ ہوگا۔

۴۔ میرے والد کے ساتھ جو لوگ جنگ جمل اور جنگ صفین میں قتل ہوئے ہیں ان کی اولاد کو ایک ایک ہزار درہم تقسیم کرے گا اور یہ دارالجرد کے خراج سے دے گا۔

اس کے بعد یوسف مازن کہتا ہے کہ یہ دیکھئے کتنے لطیف پیرائے سے امام حسن علیہ السلام نے معاویہ کو امیرالمومنین کے عہدہ سے ہٹایا نیز یوسف مازن یہ بھی کہتا ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کو بیان کرتے سنا وہ بیان کر رہا تھا کہ معاویہ نے ان شرائط میں سے کسی ایک پر بھی عمل نہیں کیا۔ اور میں نے امام حسن علیہ السلام کے اس خط کو پڑھا ہے جو آپ علیہ السلام نے معاویہ کو تحریر کیا تھا اور جس میں آپ علیہ السلام نے اس کے ان تمام مظالم و جرائم کو گنوایا جو اس نے خود آپ جناب علیہ السلام کے ساتھ اور شیعان علی علیہ السلام کے ساتھ کئے تھے چنانچہ آپ علیہ السلام نے ان مظالم کی فہرست کو عبداللہ بن یحییٰ حضرمی اور ان کے ساتھ قتل ہونے والوں کے ذکر سے شروع فرمایا۔

اب میں (یعنی مصنف علیہ الرحمہ) کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ علیہ السلام پر رحم کرے جو کچھ یوسف بن مازن نے حضرت امام حسن علیہ السلام اور معاویہ کے متعلق تحریر کیا ہے۔ یہ اہل عقل و تمیز کے نزدیک جنگ بندی کے لئے معاہدہ کہا جائے گا (نہ کہ بیعت) آپ خود ہی دیکھ لیں انہوں نے خود چند سطروں کے بعد یہ کہہ دیا کہ مگر معاویہ نے امام حسن علیہ السلام سے جو معاہدہ کیا تھا اس کو پورا نہیں کیا یہ نہیں کہا آپ جناب علیہ السلام نے ان شرائط پر اس کی بیعت کی۔ لیکن یہ دعویٰ کرنے والے جو غلط دعویٰ کرتے ہیں کہ مندرجہ بالا شرائط پر بیعت ہوئی مگر معاویہ نے ان شرائط کو پورا نہ کیا اول تو اس سے حضرت امام حسن علیہ السلام پر تو کوئی الزام عائد نہیں ہوتا اور پھر سب سے بڑی اور مستحکم دلیل جو ان بحث کرنے والوں کے سامنے پیش کرنے کے قابل ہے وہ عہد ہے جو آپ علیہ السلام نے معاویہ سے لیا تھا کہ وہ خود کو امیرالمومنین کبھی نہیں کہلائے گا اور امام حسن علیہ السلام اپنی نظر میں تو لامحالہ مومن تھے اس لئے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ معاویہ ان پر حاکم اور امیر نہ ہوگا۔ اس لئے کہ امیر وہ ہے کہ حکم دے اور اس کے حکم کی تعمیل کی جائے چنانچہ امام حسن علیہ السلام نے اس تدبیر سے معاویہ کی امارت کو اپنی ذات پر سے ساقط کردیا نیز امیر وہ ہوتا ہے

(جو خود امیر نہ بن بیٹھے بلکہ) جس کو اوپر سے امیر بنایا جائے اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ نہ اللہ نے اس کو ان پر امیر بنایا اور نہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو ان پر امیر بنایا۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مال غنیمت اس کے لئے نہیں ہے جو خود مال غنیمت بنا ہو مطلب یہ کہ اس کا معاملہ بالکل ان ہوازن کے لوگوں جیسا معاملہ ہے جو مہاجرین و انصار کے لئے مال غنیمت بنے تھے اور یہ لوگ مہاجرین و انصار کے آزاد کردہ تھے مگر چونکہ یہ قبیلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جائے رضاعت تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا لوٹا ہوا مال و اسباب ان کے حوالے کر دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مال غنیمت سے ان کی ابتدائی مدد فرمائی تھی اور قریش اور اہل مکہ کا معاملہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں پر کسی کو امیر بنایا تھا۔ امیر بنانا یا اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ہوتا ہے یا لوگوں کی طرف سے جیسا کہ معاویہ کے علاوہ دوسروں کے لئے کہا جاتا ہے کہ امت نے اجماع کیا اور فلاں وفلاں کو اپنا امیر بنایا تو یہ بھی ایک طرح سے امیر بنانا ہے بس اتنی بات ہے کہ وہ لوگوں کی طرف سے امیر بنے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے نہیں ہے۔ اور اگرچہ وہ اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کی طرف سے امیر نہیں بنے مگر جن لوگوں نے ان کو امیر بنایا وہ ان کے تو امیر ضرور ہوگئے۔ اور امام حسن علیہ السلام بھی مومنین کے ایک فرد تھے اور یہ شرط لگا کر کہ معاویہ اپنے آپ کو امیر المومنین نہیں کہلائے گا آپ علیہ السلام نے اپنے اوپر معاویہ کو امیر نہیں بنایا اور کسی امیر اور اس کا حکم ماننا آپ علیہ السلام پر لازم نہیں تھا اور اس طرح آپ علیہ السلام نے معاویہ کی ماتحتی و محکومیت سے خود کو جدا کر لیا وہ مومنین کا اور جن کے دلوں پر ایمان نقش ہے ان کا بھی امیر نہیں ہے۔ اس لئے کہ مومنین کے اس طبقہ نے کبھی بھی اس کو اپنا امیر اور اپنے لئے اس کو واجب الاطاعت تسلیم نہیں کیا۔ اور اس لئے کہ امام حسن علیہ السلام خود نیکو کاروں کے امیر اور فاجروں کے قاتل تھے۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کے لئے ارشاد فرمایا کہ " علی ابن ابی طالب امیر البررہ قاتل الفجرہ ہیں " اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد اس امر کا موجب ہے کہ ان ابرار و نیکو کار ہستیوں پر کوئی شخص امیر بننے کی کوشش نہ کرے اور پھر امیر الابرار پر امیر بنانا تو کسی طرح بہتر و مناسب نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کا در حقیقت یہی مقصد ہے۔

علاوہ بریں اگر امام حسن علیہ السلام معاویہ سے ان شرائط پر صلح نہ بھی کرتے اور وہ خود کو امیر المومنین کہلاتا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی بھی تو موجود ہے کہ قریش تمام لوگوں کے امام و سردار ہیں قریش کے نیکو کاروں کے امام ہیں اور قریش کے بدکار و فجار تمام بدکاروں اور فجاروں کے امام ہیں نیز اگر کوئی شخص اس بات کا اعتقاد رکھے کہ قریش میں سے معاویہ کی امامت در حقیقت اللہ کی طرف سے ہے اور اس کی اطاعت واتباع اس پر واجب ہے تو اس کو یہ اعتقاد رکھنا پڑے گا کہ مال خدا ہضم کر لینا اللہ کے بندوں کو اپنا لونڈی و غلام بنانا اور دین خدا میں دخل

ابي منصور واسطی سے انہوں نے ابراہیم بن عبدالحمید سے انہوں نے حضرت ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام سے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے اپنے اس لڑکے کو لکھنا پڑھنا سکھایا ہے اس کو کس کام میں لگاؤں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تیرے باپ کو جزائے خیر دے پانچ کاموں کو چھوڑ کر جس کام میں چاہے لگا۔ اس کو سباء اور سنار اور قصاب اور غلہ فروش اور بردہ فروش نہ بنانا۔ اس شخص نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سباء کیا ہے؟ فرمایا کفن فروش جو میری امت کی موت کی تمنا رکھتا ہے۔ میری امت کا ایک نومولود بھی میرے نزدیک ان تمام چیزوں سے زیادہ پسندیدہ ہے جن پر آفتاب طلوع ہوتا ہے۔ سنار تو یہ میری امت کو مقروض کرنے کی ترکیب کرتا ہے۔ اور قصاب اس لیئے کہ ذبح کرتے کرتے اس کے دل سے رحم نکل جاتا ہے اور حناط (غلہ فروش) یہ ہماری امت کے ہاتھ گرانی سے بیچنے کے لئے غلہ کی ذخیرہ اندوزی کرتا ہے اور کسی بندے کا چور بن کر اللہ سے ملاقات کرنا میرے نزدیک زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ بندہ گراں فروخت کرنے کے لئے چالیس دن تک غلہ اپنے یہاں جمع کئے ہوئے ہو اور نخاس یعنی بردہ فروش تو اس کے متعلق میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہاری امت میں بدترین شخص وہ ہے جو آدمیوں کی خرید و فروخت کا پیشہ کرتا ہے۔

(۳) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد سے انہوں نے محمد بن یحییٰ خزاز سے انہوں نے طلحہ بن زید سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدربزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری خالہ کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا تو میں نے انہیں ہدایت کی کہ وہ اسے حجام یا قصاب یا سنار نہ بنائیں۔

باب (۳۱۵) وہ سبب جس کی بناء پر عامہ جو کچھ کہتے ہیں اس کے خلاف اختیار کرنا واجب ہے۔

(۱) مجھ سے میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ادریس نے روایت کرتے ہوئے ابی اسحاق ارجانی سے انہوں نے اس روایت کو مرفوع کیا اور کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگوں کو یہ کیوں حکم دیا گیا کہ عامہ جو کچھ کہتے ہوں اس کے خلاف امر اختیار کرو۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے نہیں معلوم آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام اللہ کے دین کے احکامات جو بھی بتاتے امت اس کے خلاف عمل کرتی تاکہ ان کی حکومت نہ رہے اور امیرالمومنین علیہ السلام سے ان مسائل کو پوچھا کرتے جو انہیں خود معلوم نہ ہوتے اور جب

امیرالمومنین علیہ السلام ان کو حکم شرعی بتاتے تو اپنی طرف سے اس حکم کی ضد فتویٰ جاری کرتے تاکہ لوگ التباس (شبہ) میں پڑ جائیں۔

(۲) بیان کیا مجھ سے جعفر بن علی نے روایت کرتے ہوئے علی بن عبداللہ سے اور انہوں نے معاذ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جب میں اپنی مجلس میں بیٹھتا ہوں تو لوگ میرے پاس مسائل دریافت کرنے کے لئے آتے ہیں جب میں محسوس کر لیتا ہوں کہ یہ آپ لوگوں کا مخالف ہے تو میں اس کو آپ کے اغیار کا مسئلہ بتا دیتا ہوں اور جب محسوس کرتا ہوں کہ یہ شخص آپ لوگوں کے قول پر اعتقاد رکھتا ہے تو آپ علیہ السلام لوگوں کا مسئلہ بتا دیتا ہوں اور اگر کوئی شخص ایسا آتا ہے کہ میں محسوس نہیں کر پاتا کہ یہ آپ لوگوں کا مخالف ہے یا موافق تو اس کو اس مسئلہ میں آپ لوگوں کا قول اور آپ کے اغیار کا قول بتاتا ہوں کہ وہ ان دونوں میں سے جو قول چاہے اختیار کرے۔ یہ سن کر آپ علیہ السلام نے فرمایا اللہ تم پر رحم کرے ایسا ہی کیا کرو۔

(۳) مجھ سے میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے عمرو بن ابی مقدام سے انہوں نے علی بن الحسین سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ جب ظالم حکمرانوں کی حکومت میں ہو تو ان کے احکام پر چلو اور خود کو شہرت نہ دو ورنہ قتل کر دیئے جاؤ گے اور تم نے ان کے احکام پر عمل کیا تو یہ تم لوگوں کے لئے بہتر ہوگا۔

(۴) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد نے روایت کرتے ہوئے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے علی بن اسباط سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا کہ کبھی کبھی میرے لئے ایسا مسئلہ پیدا ہوتا ہے کہ بغیر اس کو معلوم کئے چارہ نہیں ہوتا مگر جس شہر میں جاتا ہوں اس میں آپ کے دوست داروں میں سے کوئی ایسا نہیں کہ جس سے میں فتویٰ لوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا ایسے موقع پر تم فقیہ شہر کے پاس جاؤ اور اس سے مسئلہ پوچھو اور وہ تم کو جو فتویٰ دے اس کے خلاف عمل کرو اس لئے کہ اس کے خلاف ہی میں حق ہوگا۔

باب (۳۱۶)

پردہ دری کا سبب

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے عباس بن معروف سے انہوں نے عبداللہ ابن عبدالرحمن اصم بصری سے انہوں نے عبداللہ بن مسکان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اور انہوں نے پہنچایا اس حدیث کو حضرت